بسم اللہ الرحمن الرحیم

معجزۂ قرآن

(کتاب اسلامی شخصیت کے حصۂ اول کا ترجمہ)

قرآن وہ کلام ہے جو اپنے الفاظ اور معنی کے ساتھ ہمارے آقا محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ لہٰذا قرآن کے الفاظ اور معنی دونوں ایک ساتھ ہیں۔ صرف معنی کو قرآن نہیں کہا جا سکتا اور الفاظ مخصوص ترتیب کے اظہار کے بغیر معنی نہیں رکھتے۔ لہذا، قرآن کو اس کے الفاظ کی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح، اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کے بارے میں کہا کہ یہ عربی زبان میں ہے اور قرآن میں فرمایا:

{ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا }

ہم نے اس قرآن کو عربی (زبان) میں نازل کیا ہے (یوسف: 2)

{ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا }

ایک ایسی کتاب جس کی آیات خوب کھول کر بیان کی گئی ہیں (فصلت: 2)

{ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ }

ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے، جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے (الزمر: 28)

{ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا }

اور اسی طرح ہم نے آپؐ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا (الشوری: 7)

{ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا }

کہ ہم نے اِسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے (الزخرف: 3)

عربی زبان قرآن کے الفاظ کی صفت ہے نہ کہ اس کے معانی کی صفت، کیونکہ اس کے معنی انسانی معنی ہیں عربی معنی نہیں۔ یہ تمام انسانیت کے لیے ہے نہ کہ صرف عربوں کے لیے۔ اور جہاں تک اللہ تعالی کا قول ہے:

{ وَكَذَٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا }

اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو حکم بنا کر عربی زبان میں اتارا ہے (الرعد: 37)

اس کا مطلب ہے کہ یہ عربوں کی زبان میں ترجمہ کی گئی حکمت ہے نہ کہ یہ عربی کی حکمت ہے۔ یہاں لفظ عربی کا استعمال الفاظِ قرآن کی صفت بیان کر رہا ہے اور کچھ نہیں۔ اس (قرآن) کے الفاظ کی وضاحت عربی کے سوا کسی اور زبان میں نہیں کی جا سکتی۔ خواہ وہ حقیقی ہو یا مجازی، اس کی عربی کے علاوہ کوئی اور شناخت نہیں ہے۔ اسی لیے کسی اور زبان میں اس کے ترجمے کو قرآن کہنا درست نہیں۔ عربی قرآن کی حتمی زبان ہے۔ اس (قرآن) کے الفاظ صرف عربی زبان میں ہیں۔

قرآن محمد ﷺ کا معجزہ ہے۔ اگرچہ نبیؐ کے اور بھی معجزات ہیں جو آپؐ کے ہاتھوں پر پیش آئے، جو قرآن سے مختلف ہیں، جیسا کہ خود قرآن مجید اور سنت کی صحیح روایات میں مذکور ہے، لیکن آپؐ نے بقیہ معجزات سے لوگوں کو نہیں للکارا بلکہ صرف قرآن کے ذریعے للکارا تھا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ قرآن محمد ﷺ کا وہ معجزہ ہے جس سے نزولِ قرآن کے وقت سے قیامت تک آپؐ کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ قرآن نے عربوں کو اس کی مثال پیش کرنے میں عاجز کر دیا اور انہیں للکارا کہ وہ اس کی مثل لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو للکار کر کہا:

{وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ}

اور اگر تم کو اس (کتاب) میں، جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو (البقرۃ: 23)

{قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ}

کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو (یونس: 38)

{أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ}

کیا یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ کتاب خود گھڑ لی ہے؟ کہو، "اچھا یہ بات ہے تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں تم بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اور جو جو (تمہارے معبود) ہیں اُن کو مدد کے لیے بلا سکتے ہو تو بلا لو اگر تم (انہیں معبود سمجھنے میں) سچے ہو (ھود: 13)

{قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا}

کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنالائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں (الاسراء: 88)

چنانچہ جن لوگوں کو قرآن نے چیلنج کیا تھا وہ قرآن جیسا لانے سے قاصر رہے، ان کی اس للکار (چیلنج) سے نمٹنے کی نااہلی متاواتر روایات سے ثابت ہے تاریخ کو نہ تو کوئی ایسا علم ہے اور نہ ہی کسی نے ایسی خبر نقل کی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس جیسا لے کر آسکا ہو۔

یہ للکار (چیلنج) صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص نہیں جن سے اس وقت خطاب کیا گیا تھا، بلکہ یہ تاقیامت عام للکار ہے ۔ کیونکہ لحاظ الفاظ کی عمومیت کا ہے، سبب خصوصیت کا نہیں۔ لہذا قرآن پوری انسانیت کو للکارتا ہے، جس وقت سے یہ نازل ہوا اور قیامت کے وقت تک، کہ اس جیسی مثال لے کر آئیں۔ اسی وجہ سے قرآن صرف ان عربوں کے لیے معجزہ نہیں جو رسول ﷺ کے زمانے میں رہتے تھے، اور نہ ہی یہ صرف عربوں کے لیے ہے جو کسی بھی زمان و مکان میں ہوں، بلکہ یہ پوری انسانیت کے لیے ایک معجزہ ہے۔اس ضمن میں ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے کے درمیان کوئی فرق نہیں کیونکہ اس کا خطاب پوری انسانیت سے ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

{وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ}

اور (اے نبیؐ)، ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے (سبا: 28)

{وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ}

اللہ کے سوا جس جس کو بُلا سکتے ہو مدد کے لیے بُلا لو (یونس:38)

اس میں تمام انسانیت شامل ہے کیو کہ قرآن ہمیں تمام انسانوں اور جنوں میں اس کی ناقابلیت کے بارے میں بتاتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے بتایا:

{قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِه}

کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنالائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے (الاسراء:88)

اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے میں عربوں کی نااہلی، اور تمام نوعِ انسانی کی نااہلی، درحقیقت خود قرآن مجید کی ذات سے منسلک ہے ۔جب عرب قرآن سنتے تو وہ اس کی بلاغت کے سحر میں گرفتار ہو جاتے، حتی کہ ولید بن مغیرہ نے نبی ﷺ کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو لوگوں سے کہا:

والله ما منكم رجل أعرف بالأشعار مني ولا أعلم برجزه وقصيده مني والله ما يشبه الذي يقوله شيئاً من هذا، والله إن لقوله الذي يقوله لحلاوة وإن عليه لطلاوة، وانه لمورق أعلاه مغدق أسفله، وإنه ليعلو ولا يعلى عليه

اللہ کی قسم! تم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مجھ سے زیادہ شاعری پر عبور رکھتا ہو، یا مجھ سے زیادہ شاعرانہ رجز اور قصیدہ کا علم رکھتا ہو! اللہ کی قسم! اس کے قول (قرآن) کی مشابہت میں کوئی شے نہیں، اللہ کی قسم! اس کے قول میں ایک حلاوت (مٹھاس) اور آب وتاب (خوبصورتی) ہے۔اس کی بلندی پر بہار و تروتازگی ہے اور اس کا نچلا حصہ زرخیز اور شاداب ہے۔ بے شک یہ سب سے اعلیٰ ہے اور اس سے اعلیٰ کچھ نہیں۔

باوجود اس کے ولید ایمان نہیں لایا اور وہ اپنے کفر پر ڈٹا رہا۔پس معجزہ کا تعلق خود قرآن کی ذات سے ہے کیونکہ جن لوگوں نے اسے سنا اور جو قیامت تک سنیں گے وہ محض اس کے سننے سے اس کی قوتِ تاثیر وقوتِ بلاغت کی قدرت سے حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، چاہے وہ صرف ایک جملہ ہی کیوں نہ سنیں:

{لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ}

(اُس روز پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہی کس کی ہے؟(غافر: 16)

{وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ}

اور قیامت کے دن پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہو گی (الزمر: 67)

{وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ}

اور اگر تم کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو (ان کا عہد) انہیں کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) (الأنفال:58)

{يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ. يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ}

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچّے سے غافل ہو جالیے گی، ہر حاملہ کا حمل گر جالیے گا، اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہو گا (الحج: 2-1)

اور اس طرح قرآن کی ایک یا ایک سے زیادہ آیات کی تلاوت کی جائے تو قرآن کے الفاظ، اسالیب، اور مقاصد انسانی احساسات کو پوری طرح گرفت میں لے لیتے ہیں۔

قرآن کے معجزہ کا اظہار اس کی فصاحت، بلاغت اور مدہوش کردنے والی بلندی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی نشاندہی قرآن کے معجزاتی انداز سے ہوتی ہے۔ بیشک اس کا اسلوب واضح، پُر قوت اور پُر جمال ہے جس کی مماثلت سے انسان عاجز ہے۔

اور قرآن کا اسلوب معنوں کی ترتیب میں ہے جو کہ اسکے مربوط الفاظ میں ہے، یا یہ معانوں (مطالب) کی لغوی عبارات (لسانی اصطلاحات) میں اظہار ہے۔ اور ان معانوں کی ادائیگی سے اسلوب کی وضاحت نمایاں ہوتی ہے جس کے اظہار کا ارادہ جملے میں بیان کیا گیا ہو۔

{وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ}

اور کافر کہتے ہیں "اِس قرآن کو ہر گز نہ سنو اور (جب یہ سنایا جائے تو) اس میں خلل ڈالو، شاید کہ اس طرح تم غالب آ جاؤ"

(فصلت: 26)

اسلوب (انداز) کی قوت کا اظہار معنی کے ہم آہنگ الفاظ کے انتخاب میں ہوتا ہے۔ اس طرح کہ لطیف معنی کا اظہار لطیف لفظ کے ساتھ کیا گیا اور جذباتی معنی کا اظہار جذباتی لفظ کے ساتھ کیا گیا اور نفرت کے معنی کا اظہار نفرت والے لفظ کے ساتھ کیا گیا ہے وغیرہ ...

{وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا. عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا}

اور انہیں وہاں ایسی (شراب کے) جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل کی آمیزش ہو گی۔ جنت کا ایک چشمہ جس کا نام سلسبیل ہے (الانسان: 18-17)

{إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا. لِلطَّاغِينَ مَآبًا. لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا}

بیشک جہنم ایک گھات ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا۔ جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔(النبا:23-21)

{تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى}

یہ انتہائی ناانصافی کی تقسیم ہے(النجم:22)

{إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ}

یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے(لقمان:19)

جہاں تک اسلوب کی خوبصورتی کا تعلق ہے تو یہ اس کے معنی میں خالص اور مناسب تاثرات کا انتخاب کر کے اور الفاظ اور معانی کے ساتھ جو اس کے ساتھ جملے اور جملوں میں ملتا ہے:

{رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ . ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ}

وہ بھی وقت ہو گا کہ کافر لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (اے محمد ﷺ)ان کو اُن کے حال پر رہنے دو کہ کھالیں اور فائدے اُٹھالیں اور امید ان کو دنیا میں مشغول کیے رہے عنقریب ان کو(اس کا انجام)معلوم ہو جالیے گا(الحجر:3-2)

جو لوگ قرآن مجید پر غور کرتے ہیں وہ اس میں عظمت کی بلندی کو پاتے ہیں جو اس انداز، وضاحت، طاقت اور خوبصورتی کی خصوصیت رکھتا ہے۔اس وضاحت، قوت اور جمال کو سنیں:

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ . ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ}

اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ (کی شان) میں بغیر علم (ودانش) کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتابِ روشن کے جھگڑتا ہے(اور تکبر سے) گردن موڑلیتا(ہے) تاکہ (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے گمراہ کردے(الحج:9-8)

{هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ . يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۞ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ . كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ}

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے رب (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں، اُن کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ جس سے اُن کے پیٹ کے اندر کے حصے اور کھالیں گل جائیں گی۔ اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب کبھی وہ گھبرا کر جہنّم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اُسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو (الحج: 22-19)

{يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ}

لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لیے سب مجتمع ہو جائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جا لیے تو اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں (الحج: 73)

قرآن مجید کا اسلوب ایک خاص طرز کا اظہار ہے۔ اس کے الفاظ کی ترتیب (نظم) اشعار کے وزن کے طریقہ کار کی پیروی نہیں کرتی اور نہ ہی یہ آزاد نثر (سجع و قافیہ کی پابند نہ ہو) کے طریقہ کار کے مطابق اور نہ ہی یہ النثر المزدوج (شاعری اور آزاد نثر سے دوہری مشابہت) اور نہ ہی النثر المسجوع (شاعرانہ نثر) کے طریقہ کار پر ہے۔ یہ ایک انوکھا اسلوب ہے جسے عہدِ رسالت کے عرب اور ان سے پہلے کے عرب بھی واقف نہیں تھے۔ عربوں پر قرآن کے غیر معمولی اثر کے باعث وہ اس بات کا ادراک کرنے سے قاصر تھے کہ قرآن اس اعجاز تک کس طرح پہنچا۔ تو انہوں نے کہنا شروع کیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے:

{إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ}

بیشک یہ تو کھلا جادو ہے (یونس: 76)

اور انھوں نے کہنا شروع کیا کہ بیشک یہ شاعر کا قول ہے اور بیشک یہ کاہن کا قول ہے لہذا اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

{وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ۝ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ}
اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم لوگ کم ہی ایمان لاتے ہو۔ اور نہ یہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو (الحاقۃ: 41-42)

قرآن کا ایک خاص اُسلوب اور ایک منفرد طرز ہر لحاظ سے واضح ہے۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ}
اور انہیں ذلیل ورسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا (التوبۃ: 14)

ارشاد ہوتا ہے:

{لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ}
تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو (آل عمران: 92)

یہ نثر، شاعری کے قریب ہے، اگر ان دونوں آیات کو ترتیب سے رکھا جائے تو شعر کے دو مصرے اس طرح ہوں گے۔

ويخزهم وينصركم عليهم ويشف صدور قوم مؤمنين
لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون

تاہم یہ آیات شاعری نہیں ہیں، بلکہ ایک منفرد نوع (قسم) کی نثر ہیں۔ جب آپ قرآن میں تلاش کریں گے تو آپ کو اس قسم نثر ملے گی:

{وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ . وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ . النَّجْمُ الثَّاقِبُ . إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ . فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ . خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ . يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ}
قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔ اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟ چمکتا ہوا ستارہ۔ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو۔ پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے (الطارق: 1-7)

یہ شاعری کی ہر قسم سے دور ایک نثر ہے۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا}

اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جا لیے اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسولؐ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے (النساء: 64)

{فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا}

نہیں (اے محمدؐ)، تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں (النساء: 65)

یہ نثر میں اپنے فقرہ (عبارت) اور اسلوب کو طول بھی دیتا ہے، لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا . وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا . وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا . وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا}

سورج اور اُس کی دھوپ کی قسم۔ اور چاند کی قسم جبکہ وہ اُس کے پیچھے آتا ہے۔ اور دن کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے۔ اور رات کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے (الشمس: 4-1)

یہ نثر میں فقرہ (عبارت) اور اسلوب کو قصر (مختصر) بھی کرتا ہے، حالانکہ یہ دونوں فقرہ نثر کی مثالیں ہیں۔ بعض اوقات آپ کو آزاد نثر میں بنائی ہوئی عبارت ملے گی، اس طرح یہ قول میں آزاد ہو گا۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ}

اے پیغمبرؐ! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں خواہ وہ اُن میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، یا اُن میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں، جن کا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے لیے کان لگاتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کی خاطر، جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے، سن گن لیتے پھرتے ہیں، کتاب اللہ کے الفاظ کو اُن کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیرتے ہیں، اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو تو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تم کچھ نہیں کر سکتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا (المائدۃ:41)

آپ کو یہ شاعرانہ نثر میں بنائی ہوئی عبارت نظر آئے گی، اس طرح یہ شاعرانہ نثر میں بولا جائے گا۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ . قُمْ فَأَنْذِرْ . وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ . وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ . وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ . وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ . وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ}

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے۔ اٹھو اور خبر دار کرو۔ اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ اور گندگی سے دور رہو۔ اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لیے۔ اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو (المدثر:7-1)

آپ قرآن میں ازدواج (ہم وزن اور ہم قافیہ) اور یزدوج (دوہری) کی عظمت (بلندی) پائیں گے، لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ . حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ . كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ . ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ . كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ . لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ}

تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔ ہر گز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر (سن لو کہ) ہر گز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ہر گز نہیں، اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اِس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔ تم دوزخ دیکھ کر رہو گے (التکاثر:6-1)

آپ کوازدواج (ہم وزن اور ہم قافیہ) کی طوالت ملے گی، لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ . مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ . مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ . ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ . ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ . ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ . كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ . فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ . أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا . ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا . فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا . وَعِنَبًا وَقَضْبًا . وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا . وَحَدَائِقَ غُلْبًا . وَفَاكِهَةً وَأَبًّا}

لعنت ہو انسان پر، کیسا سخت منکر حق ہے یہ۔ کس چیز سے اللہ نے اِسے پیدا کیا ہے؟۔ نطفہ کی ایک بوند سے اللہ نے اِسے پیدا کیا، پھر اِس کی تقدیر مقرر کی۔ پھر اِس کے لیے زندگی کی راہ آسان کی۔ پھر اِسے موت دی اور قبر میں پہنچایا۔ پھر جب چاہے وہ اِسے دوبارہ اٹھا کھڑا کرے۔ ہر گز نہیں، اِس نے وہ فرض ادا نہیں کیا جس کا اللہ نے اِسے حکم دیا تھا۔ پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے۔ ہم نے خوب پانی لنڈھایا۔ پھر زمین کو عجیب طرح پھاڑا۔ پھر اُس کے اندر اگا لیے غلے۔ اور انگور اور ترکاریاں۔ اور گھنے باغ۔ اور طرح طرح کے پھل، اور چارے (عبس: 31-17)

جبکہ کلام کے درمیان میں سجع (ایسی نثر جس کے جملوں کے آخری حرفوں پر حرکت اور سکون کی یکسانیت ملحوظ ہو، قافیہ بند کلام جس میں وزنِ شعر ملحوظ نہ ہو) کی ایک صنف سے دوسری صنف میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح سجع میں آگے بڑھتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

{فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ . فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ . عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ}

اچھا، جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔ وہ دن بڑا ہی سخت دن ہو گا۔ کافروں کے لیے ہلکا نہ ہو گا (المدثر: 10-8)

جب وہ آیت کی سجع تبدیل کرنے کے فوراً بعد سجع کو پچھلی آیت سے متصل کر دیتا ہے، لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا . وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا.وَبَنِينَ شُهُودًا . وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا . ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ . كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا . سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا}

چھوڑ دو مجھے اور اُس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔ بہت سا مال اُس کو دیا۔ اس کے ساتھ حاضر رہنے والے بیٹے دیے۔ اور اس کے لیے ریاست کی راہ ہموار کی۔ پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔ ہر گز نہیں، وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے۔ میں تو اسے عنقریب ایک کٹھن چڑھائی چڑھواؤں گا (المدثر: 17-11)

پھر آیت کی سجع تبدیل کرنے کے فوراً بعد سجع کو پچھلی آیت سے متصل کر دیتا ہے، لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{انَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ . فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ . ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ . ثُمَّ نَظَرَ . ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ . ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ}

اس نے سوچا اور کچھ بات بنانے کی کوشش کی۔ تو اللہ کی مار اس پر، کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔ ہاں، اللہ کی مار اُس پر، کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔ پھر (لوگوں کی طرف) دیکھا۔ پھر پیشانی سیکڑی اور منہ بنایا۔ پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا (المدثر: 23-18)

اس طرح سے پورے قرآن کے معائنہ پر آپ کو عربوں کی شاعری یا نثر کے اسلوب کی مختلف انواع میں سے کسی بھی نوع پر لازماً پوری نہیں اترتی، نہ ہی یہ عرب اور نہ ہی کسی اور انسان کے اقوال سے کسی طرح کی مشابہت رکھتی ہے۔

پھر بے شک آپ دیکھیں گے کہ اس کا اسلوب واضح، قوی اور جمیل ہے جو معانوں کا اظہار اس انداز کی عبارت میں بیان کرتا ہے جس میں معانی کی انتہائی موزوں عکاسی ہو۔ جب معنی لطیف ہو تو آپ کو یہ ارشاد ملے گا:

{إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا . حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا . وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا . وَكَأْسًا دِهَاقًا}

یقیناً متقیوں کے لیے کامرانی کا ایک مقام ہے۔ باغ اور انگور۔ اور نوخیز ہم سن لڑکیاں۔ اور چھلکتے ہو لیے جام (النبا: 34-31)

لطیف الفاظ اور روبہ روانی (پر تسلسل) جملوں کا استعمال۔ جب معنی محکم (پر قوت) ہو تو آپ کو یہ ارشاد ملے گا:

{إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا . لِلطَّاغِينَ مَآبًا . لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا . لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا . إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا . جَزَاءً وِفَاقًا}

در حقیقت جہنم ایک گھات ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا۔ جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ اُس کے اندر کسی ٹھنڈک اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ وہ نہ چکھیں گے۔ کچھ ملے گا تو بس گرم پانی اور زخموں کا دھوون۔ (اُن کے کرتوتوں) کا بھرپور بدلہ (النبا: 26-21)

اس طرح زبردست الفاظ اور سخت جملوں کا استعمال ہوتا ہے۔ اور جب معنی محبتانہ ہوں تو محبت والے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، لہذا ارشاد ہوتا ہے:

{وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا}

اس نے اپنے والدین کو اٹھا کر اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور سب اس کے آگے بے اختیار سجدے میں جھک گئے (یوسف:100)

اور جب معنی قابل اعتراض ہوں تو یہ اس معنی کے لیے موزوں لفظ کے ساتھ آتا ہے، لہذا یہ کہتا ہے:

{أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَى . تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى}

کیا بیٹے تمہارے لیے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لیے؟ یہ تو بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی! (النجم:22)

اور ارشاد ہوتا ہے:

{وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ}

اور اپنی آواز ذرا پست رکھ، سب آوازوں سے زیادہ بُری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے (لقمان:19)

اور معنی کی ادائیگی کے ساتھ اظہار کی کیفیت کی تصویر کشی ہوتی ہے، اور الفاظ کے ادراک کی گھنٹی روح کو ہلا کر رکھ دیتی ہے، ان کے لیے جو معانوں کا ادراک رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے معانی کی گہرائی اور اظہار کی بلاغت کی وجہ سے سننے والوں کے اندر شدید عاجزی (خشوع) پیدا کرتی ہے یہاں تک کہ کچھ عرب مفکرین باوجود کفر و اعناد (حق کی مخالفت) کے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

پھر، بیشک جو شخص قرآن کے الفاظ اور اس کے جملوں کا جائزہ لے تو اسے معلوم ہو گا کہ قرآن حروف کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتے وقت، ان کی أصوات (آوازوں) کو مد نظر رکھتا ہے، جو آوازوں کے مخارج کے مقام سے نکلیں۔ لہذا جو حروف ایک دوسرے سے مخارج میں قریب ہوں وہ کلمات یا جملے میں ایک دوسرے کے قریب رکھے جاتے ہیں۔ اور جب مخارج کے درمیان کوئی خلا ہو تو ان کے درمیان ایسا حرف استعمال کیا جاتا ہے جو منتقلی کی اجنبی کیفیت کو ختم کر دیتا ہے۔ اور بیک وقت، یہ حرف کو خوشگوار اور کانوں پر ہلکا بناتا ہے جیسا کہ موسیقی میں تکرار ضروری ہے۔ یہ نہیں کہا جاتا 'کالباعق المتدفق' (اچانک ہونے والی موسلادھار بارش) بلکہ یہ کہا جاتا ہے 'كَصَيِّب' (جیسے بارش ہو)۔ یہ نہیں کہا جاتا 'الهُعْخع' (ریشم) بلکہ یہ کہا جاتا ہے 'سُنْدُسٍ خُضْر' (سبز باریک ریشم)۔ اور جب حرفوں کو ایک دوسرے سے دور رکھنے والے معنی میں استعمال کرنا ہو جو اس کے مناسب ہو اور کوئی دوسرا یہ معنی نہیں دے سکتا ہو جیسا کہ لفظ 'ضِيزَى' (ظلم

کی) اس کی جگہ پر 'ظالمة' یا 'جائرة' (ظالم) استعمال کرنے کا کوئی جواز نہیں ہوتا ہے حالانکہ معنی ایک ہیں۔ ان الفاظ کے موزوں (بخوبی) استعمال کے علاوہ، حرف کا واضح طور پر متعدد آیات میں آنا مثال کے طور پر آیت الکرسی میں حرف ل کو 23 مرتبہ خوشگوار انداز میں دہرایا گیا ہے جس کا سماعت پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ لوگوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ مزید سننا چاہتے ہیں۔

اور اسی طرح آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ قرآن ایک خاص طرز پر ہے۔ اور یہ اپنے نازل شدہ معنی کا اظہار ان الفاظ سے کرتا ہے جو اس کے شایان شان ہیں، اور الفاظ کے جھرمٹ میں معنوں کے ساتھ۔ آپ اس طرز کو کسی بھی آیت میں غائب نہیں پائیں گے۔ جہاں تک اس کے معجزہ (اعجاز) کا تعلق ہے وہ اس کے اسلوب میں واضح ہے جو قول کے ایک خاص طرز ہونے کے لحاظ سے کسی انسانی کلام سے مشابہت نہیں رکھتا اور کوئی انسانی کلام بھی اس سے مشابہت نہیں رکھتا۔ اور اس کے نازل شدہ معنی کا اظہار ایسے الفاظ اور جملوں سے ہوتا ہے جو اس کے معنی کے مناسبت سے ہوں۔ اور اس کے الفاظ کا اثر ایسا ہوتا ہے ان (لوگوں) کی سماعت پر جو اس کی بلاغت (فصاحت) کا ادراک کریں اور اس کے معانوں کو (دل کی) گہرائیوں سے سمجھیں، تو وہ عاجز ہو جاتے ہیں حتی کہ اس کو سجدہ کرنے کے قریب ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جو اس کی بلاغت کا ادراک نہ کر سکیں جب یہ الفاظ سماعت کرتے ہیں تو ان الفاظ کی پر ترنم (کھنکھناتی) آواز ان کو موہ لیتی ہے اور الفاظ کی منظم ترتیب انہیں عاجز کر دیتی ہے جس کے ذریعہ سننے والا خود کو حالتِ خشوع میں پاتا ہے حالانکہ وہ اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ لہذا، یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو تا قیامت ایک معجزہ رہے گا۔